بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

یاد کا کینسر سب سے بُرا ہوتا ہے۔

یہ انسان کی کھال سے ہو کر روح تک جاتا ہے اور پھر اس کی روح کھینچ لیتا ہے۔

ہما سے یک طرفہ محبت نے نوشیرواں کو اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔وہ اداس ہوتا تھا تو دل سنبھلنے میں نہیں آتا تھا۔روتا تھا تو آنسو نہیں رُکتے تھے۔ایک میری تھی جس کی وجہ سے وہ خود پر قابو رکھنا کسی حد تک سیکھ گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ میری اسے دل وجان سے چاہتی ہے۔

"نوشیرواں!"میری نے پکارا تھا۔

"ہاں بولو۔۔۔"وہ چونکا تھا۔

"ہم لوگ پاکستان چلیں گے ہما سے ملنے۔۔۔"

"کیوں،وہ نہیں آسکتی کیا؟؟اسے آنا چاہیے۔۔۔"وہ بولا تھا۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔۔۔"میری نے کہا تھا۔نوشیرواں پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"وہ اتنی مصروف اور مطمئن ہے زندگی میں اسے کیا ضرورت پڑی ہے یہاں آنے کی۔۔۔"وہ سوچ کر رہ گیا۔

وقت نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔

New Era Magazine

"تمہارے دل کو صبر آنے میں کچھ عرصہ درکار ہے پیارے"

سمل شیر ازی ایک نٹ کھٹ سی بہت ہی پھرتیلی لڑکی تھی۔ جرنلزم پڑھنے کے بعد فلم اور فوٹو گرافی کا دوسالہ کورس کر چکی تھی۔ ایڈونچر کی شوقین۔ گھر والے اس کے شوق سے بے پناہ عاجز تھے مگر وہ اسے جاری رکھے ہوئے تھی۔ بے پناہ منتوں اور کوششوں سے اسے سوشل میڈیا پر اپنی ڈاکو مینٹریز ڈالنے کی اجازت ملی تھی۔ اس کے پاس لوکل اور نیشنل ٹی وی چینلز سے اچھی خاصی آفرز آئی تھیں۔ مگر فلک شیر ازی کسی بات کو خاطر میں نہیں لائے تھے۔ بے شک وہ کافی حد تک روشن خیال تھے۔ مگر میڈیا میں جانے کی اجازت انہوں نے نہیں دی تھی۔ سمل کی والدہ کا بس چلتا تو سمل کو آج ہی بیاہ دیتیں وہ۔ مگر وہ آفت کا پرزہ ان کے ہاتھ کہاں آتی تھی۔

سمل ایک مشہور و معروف بلاگر اور یوٹیوبر تھی۔ رضا سمل کا چچازاد بھائی تھا۔ دونوں کا رشتہ ٹام اینڈ جیری جیسا تھا۔ ان کی دوستی مثالی تھی۔ رضا اپنی خالہ کی بیٹی سے انگیجڈ تھا۔

"کل رات تم نے میرے ساتھ جو کیا ہے وہ کوئی دشمن بھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں کرتا ہے۔۔۔" سمل نے بریانی ٹھونستے رضا سے کہا تھا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ لڑائی کرو مجھ سے۔۔۔۔۔" وہ اب رائتہ ڈال رہا تھا۔

"پہلے میری بات سن لو۔۔۔" سمل نے اس کے ہاتھ سے پلیٹ کھینچ لی تھی۔

"ظالم م م م م۔۔۔" وہ چلایا تھا۔

"تو تم نے کیا کم ظلم کیا تھا۔۔۔" وہ اب بریانی کھا رہی تھی۔

"اچھا چیلنج پورا تو کر لیا تھا نا۔رات کو صحیح سلامت گھر پہنچ گئی تھیں نا تم۔۔۔" وہ بولا تھا

۔

"ہاں پر تم نے تھرڈلی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔" وہ بولی تھی۔"

"چھوڑو جانے بھی دو۔۔۔" وہ بولا۔

فون اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔

"تمہیں میں نے پکڑا کب تھا رضا شیرازی۔۔۔"

سمل نے منہ چڑاتے ہوئے کہا تھا۔

پستا گرین کرتے پاجامہ پر سرخ دوپٹہ اوڑھے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔ تیز بولنے کے باعث رخسار دمک رہے تھے۔رضا نے بغور اس کا جائزہ لیا تھا۔یہ نک چڑی حسینہ اسے بہت عزیز تھی۔

"پہلی بار دیکھ رہے ہو کیا؟" وہ بولی تھی۔

"ہمم سڑی ہوئی شکل کون دیکھے گا۔۔۔"رضا نے کہا تھا۔

وہ اب پلیٹ ختم کر کے کچن کی جانب جا رہی تھی۔

"شکر ہے اس نک چڑی سے منگنی نہیں کی۔ورنہ جینے نا دیتی یہ۔۔۔"وہ بڑبڑایا تھا۔

وہ فریش ہو کر باہر نکلا تا کہ آفس جا سکے۔گاڑی کو اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی وہ ہو ہی نہیں رہی تھی۔

اس نے باہر نکل کر ٹائر چیک کیے۔پچھلے دو ٹائر پنکچر تھے۔

"افففف یہ چڑیل۔۔۔"اس نے بے ساختہ اپنے بال نوچے تھے۔

اوپر ٹیرس پر کھڑی سمل نے یہ منظر کیمرے کی آنکھ میں قید کیا تھا۔اب ایک ہفتہ ان تصاویر پر ان دونوں نے پاگلوں کی طرح لڑنا تھا۔سمل ہنستی ہوئی اندر گئی تھی۔

"کون سمل۔۔۔"طلحہ اور ابراہیم دونوں نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔

"بکواس مت کرو سیدھے سے بتاؤ کون ہے یہ لڑکی۔۔۔"خاور نے پوچھا تھا۔

"ارے بھائی دھیرج ہم کسی سمل کو نہیں جانتے۔۔"ابراہیم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ منحوس انسان کچھ چھپا رہا ہے۔اس کی لیپ ٹاپ کی ہسٹری میں دیکھا تھا میں نے۔۔۔"خاور نے سرخ چہرے سے کہا تھا۔

"ارے وہ ٹائپنگ مسٹیک ہو گی یار پھر لائٹ چلی گئی تو میں بند کیے بغیر اُٹھ آیا تھا۔۔" طلحہ مسکراتی آنکھوں سے بولا تھا۔

خاور اب تیکھی نگاہوں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ابراہیم کھانا کھا چکا تھا وہ کافی بینز چھینٹنے کے لیے اُٹھا تھا۔

طلحہ بھی اس کے پیچھے اُٹھ آیا تھا۔

"ہہہنہ۔۔۔"خاور نے برتن آ کر سنک میں رکھے تھے۔اور غصے سے منہ بناتا ہوا کمرے میں چلا گیا۔زور سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

انکی دوستی ایسی تھی۔ کبھی گڑ جیسی میٹھی اور کبھی املی جیسی کھٹی لیکن ہر حال میں لذیز اور ذائقہ دار،دلوں کو گرماتی ہوئی،فرحت بخش اور جاندار۔

"کیا خیال ہے موسم اچھا ہے روڈ ٹریولنگ کریں ہم۔۔۔۔"فرحین نے مشورہ دیا تھا۔

"ہاں نیک خیال ہے پر میں تھکا ہوا ہوں۔۔۔۔"یاور بولا تھا۔

" کبھی کبھی تم لڑکیوں جیسے نخرے کرتے ہو۔۔۔۔" فرحین نے ناک بھو چڑائی تھی۔

"افففف یہ خواتین۔۔۔۔" وہ بولا تھا

"ہم لڑکیاں ہیں۔۔۔" شدانہ چیخی تھی۔

"ہاں بالکل یاور کرتے ہیں نارووڈ ٹریولنگ ڈھابوں سے کھانا کھائیں گے اور کافی سارے شہروں سے گزریں گے۔ مزہ آئے گا۔۔۔۔" تحریم نے کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے پر سوات جانے کے بعد دو مہینے تک تم کہیں بھی مجھے جانے کا نہیں کہو گی۔ بہت کام ملتوی کرنا پڑ گیا ہے مجھے۔۔۔۔" یاور نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے وعدہ۔۔۔" تحریم نے ہاتھ آگے بڑھایا تو یاور نے تھام لیا تھا۔ اور مسکرا دیا

۔

محبت بھی مسکرا دی تھی۔

کمرے میں داخل ہوں تو سامنے سائیڈ ٹیبل پر ایک اینٹیک بلوری گلاس رکھا تھا۔

گولڈن کوٹڈ گلاس جو دیکھنے والے کو اپنی جانب متوجہ کر لیتا تھا۔ وہ گلاس ساخت میں بہت خوبصورت اور تراشا ہوا تھا۔ وہ اس پر مسکراتے ہوئے اپنی مخروطی انگلیاں پھیر

New Era Magazine

رہی تھی۔ سمل کو یہ بہت پسند تھا۔ وہ اس کا بہت دھیان رکھتی تھی۔ سمل نے یہ لاہور کی ایک اینٹیک شاپ سے خرید ا تھا۔

"آہا مزہ آئے گا رضا کے بچے کو۔ اپنے آپکو چیز سمجھتا ہے۔۔" سمل بڑبڑائی اور فون اُٹھالیا تھا۔

"When you have a bad day"...

اس نے کیپشن کے ساتھ رضا کی دوپہر میں کیپچر کی ہوئی ویڈیو GIf کی صورت میں پیج پر ڈال تھی۔ اس کے لاکھوں فالوئرز تھے۔ منٹوں میں ویڈیو وائرل ہو گئی تھی۔

رضا بیچارہ اس سب سے بے خبر آفس میں کام میں مصروف تھا۔

ملتان میں موسم مارچ کے آغاز میں بھی اچھا خاصا ٹھنڈا تھا۔ گولڈی کی طبیعت خراب تھی تو وہ دھوپ میں آرام کر رہی تھی۔ علینہ نے دودھ کا پیالہ اس کے سامنے رکھا اور مسکرادی تھی۔ اسی اثنا میں چوکیدار ایک بڑا ساپیکڈ ڈبہ ڈرائیور کی مدد سے اندر لا رہا تھا۔

علینہ حیران ہو کر آگے بڑھی تھی۔

"یہ کیا ہے۔۔۔" اس نے پوچھا تھا۔

New Era Magazine

"جی کوئی دے گیا ہے آپکا نام کہہ رہا تھا کہ آپ نے آرڈر کیا تھا۔۔۔"جواب آیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔یہاں ہی رکھوا دیں میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔"علینہ نے کہا اور اندر سے چھری لینے چل دی۔

کھولنے پر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت وڈہاؤس تھا اوپر لگی ہوئی تختی پر گولڈی باقاعدہ لکھا ہوا تھا۔

"واؤزبردست۔۔۔۔"اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

اندر ایک نوٹ تھا۔

"ایک رحم دل پری کے لیے۔۔۔"

"Major Khawar"

علینہ مسکرا دی تھی۔

خاور کے اس عمل نے علینہ کے دل میں اس کی عزت بڑھا دی تھی۔

"یہ تو بہت اچھا انسان ہے۔میں اسے خواہ مخواہ غلط سمجھی تھی۔۔"

علینہ کو گولڈی سے عشق تھا۔اور اگر کوئی بھی شخص گولڈی سے اپنائیت جتاتا تھا وہ علینہ کے دل میں مقام بنالیتا تھا۔

ابراہیم واقعی "Keen Observer" تھا۔ اسے اپنے خاندان کے ہر فرد کی طبیعت کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس کا مشورہ کام آ گیا تھا۔ خاور بیچارے کی دال گلنا شروع ہو ہی گئی تھی۔ لیکن ابھی وقت لگنا تھا۔

"بہت بہت شکریہ اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔"علینہ کا میسج آیا تھا۔

"بس ویسے ہی آپ کہاں خوار ہوتیں میں نے بھجوا دیا۔۔"خاور باچھیں پھیلائے جواب دے رہا تھا۔

"ایک بار پھر سے شکریہ خاور صاحب۔۔"علینہ بہت مشکور تھی۔

"کوئی بات نہیں گولڈی اور فیونا کا خیال رکھیئے گا۔۔۔"خاور نے کہا تھا۔

"آپ واقعی بہت اچھے انسان ہیں۔۔۔"علینہ کا جواب آیا تھا۔

"افففف کیا وقت آ گیا ہے۔ محبوبہ کو پٹانے کے لیے بلیوں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ یہ دن بھی آنے تھے کیا۔۔۔"خاور بڑبڑایا تھا۔

"ہاں محبت کے اپنے غم ہیں" وقت نے محبت کو ٹوکا تھا۔

"ہہنہ" محبت نے سر جھٹکا اور اپنے ٹھکانے بسیرا کرنے اسباب سوچنے لگی۔ وقت اور محبت کی جنگ ازل سے جاری تھی اور اسے ابد تک رہنا تھا۔

نیازی منزل میں خاموشی کا راج تھا۔

گل مکئی اور بڑی اماں اداس تھیں۔ شایان نیازی باہر وقت گزارتے تھے۔ یا گھر ہوتے تو لائبریری میں۔ گل مکئی نغمانہ سے بات کر لیتی تھیں یا پھر شندانہ سے پر گھر میں ویسی ہی جامد خاموشی تھی۔

" بھئی بچوں کو واپس بلواؤ اب۔ بہت گھوم پھر لیا اب زرار سمیں تو ہوں۔ سارے خاندان نے دعوتیں دے رکھی ہیں۔ ڈیڑھ ماہ سے اوپر ہو گیا ہے شادی کو۔۔۔" بڑی اماں بولی تھیں۔

"جی پرسوں شام کو آ رہے ہیں۔ آج یاور کے سسرال جائیں گے۔۔۔۔" گل مکئی بولی تھیں۔

"اور اس شندانہ کو دیکھو اچانک کیا سوجھی اسلام آباد پہنچ گئی۔ سخت عاجز ہوں اس لڑکی کی طبیعت سے میں۔۔۔" وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولی تھیں۔

"بس فرحین سے ملنے کا دل چاہ رہا تھا تو میں نے بھی نہیں روکا چھوڑ آئی۔ ویسے فرحین بھی ساتھ آ رہی ہے۔۔۔" گل مکئی نے ساس کا چہرہ دیکھا تھا۔ ساٹھ سال کی عمر میں بھی گل رخ نیازی بہت خوبصورت دکھتی تھیں۔ نازک سراپا اور دمکتی ہوئی رنگت۔

New Era Magazine

شوہر اور بیٹی کے غم نے اب نڈھال کر دیا تھا۔ ورنہ تو وہ گل مکئی کو بھی پیچھے چھوڑتی تھیں۔ اس وقت سیاہ پشمینہ کے جوڑے میں بہت باوقار لگ رہی تھیں۔

"پتا نہیں اللہ نے کہاں جوڑ لکھا ہے۔ مجھے تو ہر دم فکر رہتی ہے شندانہ کی۔۔۔" وہ بولی تھیں۔

"انشاء اللہ کوئی شہزادہ ہی آئے گا۔۔۔" گل مکئی بولی تھیں۔

"ہاں اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔۔۔" ان کا لہجہ اندیشوں سے بھرا تھا۔

"ہاں ایک شہزادہ ہے نا وہی آئے گا۔۔۔۔" وقت نے کہا تھا۔

"شہر محبت کا سب سے خوبصورت کردار۔۔۔" محبت مسکرائی تھی۔

شندانہ بہت خوش تھی۔ وہ ابراہیم کے شہر جا رہی تھی۔ اسکی خوشی سنبھالے نہیں سنبھلتی تھی۔ چہرہ اندرونی جذبات کی غمازی کر رہا تھا۔ وہ آج فجر کی اذان کے بعد نکلے تھے۔ تحریم اور فرحین دونوں نیند میں تھیں۔ جبکہ یاور ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ شندانہ اس سے باتوں کے دوران بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"تم بہت خوش ہو ایسا لگتا ہے کہ جیسے میری نہیں تمہاری سسرال جا رہے ہوں ۔۔۔" یاور نے کہا تھا۔

شندانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"نہیں ویسے ایکسائٹڈ ہوں۔۔۔"وہ بمشکل بولی تھی۔

"ویسے اگر فرض کریں کہ تمہارا مستقبل میں سسرال یہیں کہیں ملتان ہوا تو پھر تم تو خوش رہو گی۔۔۔۔"یاور نے تو بات جیسے پکڑ لی تھی۔

"اُفف بھائی آپ تو پیچھے پڑ جاتے ہیں۔۔۔۔"شندانہ نے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی طاری کر لی تھی۔یاور تو انجانے میں اسکے دل کی ترجمانی کر رہا تھا۔وہ بھی تو یہی چاہتی تھی۔

پر کیا یہ ممکن ہے شندانہ؟؟کیا تم دوسری عورت بنو گی؟؟؟کیا تم اپنے کردار پر طعنے برداشت کر لو گی؟؟؟۔کیا تمہیں اپنا پندار عزیز نہیں ہے؟؟ایسا رکھا کیا ہے اس میجر میں؟؟آخر تم کن راہوں پر چل پڑی ہو؟؟؟شندانہ کیا تمہیں اپنے خاندان کی عزت پیاری نہیں ہے؟؟؟

کہیں اندر سے سوالات کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔شندانہ نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

یہ دل تو ضدی بنا ہوا تھا،اسے ابراہیم چاہیے تھا اور ہر حال میں چاہیے تھا۔حالانکہ اس پر شادی شدہ کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔پھر بھی دل کی منطق عجیب تھی۔

یہ زندگی محبت کی ساز پر بجنے والا ایک دلکش نغمہ ہے اور ہم اس کے مداح ہیں۔ ہم بچ ہی نہیں سکتے اس سے، اس ساز کی آواز کونے کھدروں سے ہمارے پاس آ ہی جاتی ہے ۔ کبھی شرماتی لجاتی، کبھی طوفان کی صورت۔ اور کبھی استحاق کی شکل میں۔ محبت ہمارے وجود سے لپٹ ہی جاتی ہے۔ کیونکہ محبت کرنا فطرت میں ہے۔ اور بھلا انسان کے بس میں کہاں ہے کہ وہ فطرت سے منہ موڑے۔۔۔؟ کیا آپکے بس میں ہے محبت سے منہ موڑنا؟ نہیں نا۔ شندانہ بھی بے بس تھی۔

"ہر جگہ تمہارا پڑاو ہے" وقت کی حسب معمول محبت کے مزاج پر گردان جاری تھی ۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اسی نے تو شندانہ اور ابراہیم کو بے بس کر رکھا تھا۔

"یار روٹین اتنی ٹف ہے کہ میں اسے ڈھونڈ ہی نہیں سکا۔۔۔" طلحہ نے ابراہیم سے کہا تھا۔ وہ لوگ ابھی جمعہ نماز پڑھ کر آئے تھے۔

"اور اس سانڈھ کو بھی بتانا ہے جو بلاوجہ منہ پھلا کر پھر رہا ہے۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔ خاور پرسوں رات سے منہ پھلائے ان دونوں سے ناراض پھر رہا تھا۔

"اچھا ابھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔" ابراہیم بولا تھا۔

"سمل شیرازی۔۔۔" ابراہیم نے ٹائپ کیا تھا۔ پیج کھل گیا تھا۔

"بلاگر، فوٹو گرافر، فلم میکر، فوڈی۔۔۔" ابراہیم نے خصوصیات پڑھی تھیں۔

"اچھا اور کیا لکھا ہے۔۔۔" طلحہ نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"کیا مطلب یہ کم ہے کیا۔۔۔؟" ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"رہتی کہاں ہے۔۔" طلحہ نے پوچھا تھا۔

"شیرازی ہاؤس، گلگشت کالونی ملتان۔۔" ابراہیم بولا تھا۔

"اوہو۔۔۔" طلحہ بولا تھا۔

"آہا۔۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

تھکے ہارے ہنستے ہوئے وہ صوفوں پر براجمان تھے۔

چھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد بلا آخر وہ اب وہ ملتان کے قریب تھے۔

راستے میں ایک بار ڈھابے سے کھانا کھایا تھا۔

"ویسے مزے کا سفر رہا ہے۔۔۔" تحریم بولی تھی۔

ہاں بہت ہی مزے کا رہا ہے۔ دلچسپ، شاندار۔۔ فرحین بولی تھی۔

"واقعی مزہ بہت آیا۔۔۔"شندانہ نے ایسے کہا جیسے تعریف کرنا واجب ہو۔وہ ملتان جا رہی تھی۔وہ شہر جہاں وہ رہتا تھا۔جس کی آواز شندانہ کی سماعتوں سے جڑ گئی تھی۔ وہ نہیں تھا تو کہیں نہیں تھا۔وہ اب تھا تو ہر جگہ تھا۔

محبت میں ایسے ہی تو ہوتا ہے۔زندگی صرف اسی شخص کے گرد گھومنے لگتی ہے جس پر دل آیا ہوا ہوتا ہے۔شندانہ کا محور اب ابراہیم ہی تو تھا۔کیا خوبصورت محور تھا۔

لندن ویسا ہی تھا۔مارچ کے آغاز میں بھی سردی کی شدت کم نہیں ہوئی تھی۔

"نوشیرواں کا مزاج بھی یہاں رہ کر سرد ہو گیا۔بالکل ساکت و جامد۔۔۔"میری نے فون پر ہما سے کہا تھا۔

"وہ بائے نیچر ایسا ہے۔تم فکر نہ کرو تمہارے ساتھ رہ کر وہ ٹھیک ہو جائے گا ۔۔۔۔"وہ تسلی دیتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا۔چار ماہ ہونے والے بس اس میں اتنا ہوا ہے کہ وہ میری موجودگی کا عادی ہو گیا ہے۔اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔"وہ خدشات بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"نوشیر واں بہت ہی نارمل اور پریکٹیکل ہے۔اس لیے تمہیں ایسا لگتا ہے۔۔۔" ہما نے اپنا تجزیہ پیش کیا تھا۔

"وہ نارمل ہی تو نہیں ہے ہما۔۔۔" میری بولی تھی۔

"کیوں کیا ہوا ہے۔۔۔؟" ہما نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

"I think he is deeply in love with someone and that girl is not me actually"....

میری نے روتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔۔

"Oh shut up! don't tell me that . How it is possible"?

ہما ترش ہوئی تھی۔

"Its possible Huma"...

میری کے لہجے میں سفاکانہ سچائی بول رہی تھی۔

"Who is she"...

ہما نے گھبرا کر پوچھا تھا۔

"I don't Know about the luckiest one"....

میری اب زارو قطار رو رہی تھی۔

New Era Magazine

"Stop this non sense , be brave my gil"....

ہما اسے سمجھا رہی تھی اس بات سے انجان کے نوشیرواں اس کی محبت میں پاگل ہے۔ یہ محبت کے راستے ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔ پر پیچ، الجھے ہوئے، گنجلک نہ سمجھ میں آنے والے۔ یہ شہر محبت کے باسی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ لیکن سب کا جرم مشترکہ تھا اور تھا "جرم محبت۔۔۔"

وہ لوگ شام میں چار بجے ملتان پہنچے تھے۔ لڑکیاں ایکسائیٹڈ تھیں۔ جیسے ہی تحریم کے گھر پہنچے گیٹ کھلا ہوا ملا تھا۔

"لگتا ہے ہمارے آنے کی خوشی میں گیٹ کھلا ہوا ملا ہے۔۔۔" تحریم گرم جوشی سے بولی تھی۔

لیکن اسی اثناء میں آگے پیچھے تین گاڑیاں گھر سے نکلی تھیں۔

یاسر بھائی نے یاور کو دیکھ کر گاڑی روکی تھی۔

"واؤ سرپرائز۔۔۔۔" وہ گاڑی سے نکل آئے تھے۔

"ہم لوگ سفینہ لاج جا رہے ہیں تم لوگ بھی چلو۔۔۔" انہوں نے کہا تھا۔ تحریم لوگوں سے سب مل رہے تھے۔

"اور سفر کی ہمت نہیں ہے۔۔۔"یاور نے کہا تھا۔

"یہ تو مسئلہ ہی کوئی نہیں میں ڈرائیو کر لوں گا۔بھائی میرے والی گاڑی ڈرائیو کر لیں گے۔۔۔"یاسر نے کہا تھا۔

"چلو بچو! آپ لوگ۔۔۔۔"عرفان احمد بولے تھے۔یاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سسرال کا معاملہ تھا۔اور سسرال بھی من چاہی بیوی کا۔انکار تو بنتا ہی نہیں تھا۔بننا بھی نہیں چاہیے تھا۔

"ویسے یہ سفینہ لاج میں رہتا کون ہے۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"ارے ہمارے ہر دل عزیز تنویر ماموں اور فرازیہ ممانی۔۔۔"یاسر بھائی بولے تھے

۔

"ابراہیم بھائی کا گھر ہے۔۔۔"تحریم بولی تھی۔شندانہ کو جھٹکا لگا تھا۔

"ہم بنا بتائے جا رہے ہیں۔ان کو کہیں تکلیف نہ ہو۔۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔سفینہ لاج کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں۔وہاں تو ہر وقت مہمان رہتے ہیں۔اور تحریم کا باقاعدہ پیغام دیا تھا ماموں نے۔۔۔۔"یاسر بھائی بولے تھے۔

New Era Magazine

شندانہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا تھا۔وہ ہما کا سامنا کیسے کرے گی۔یک دم ہی ندامت اور غصے نے خوشی کی جگہ لے لی تھی۔

بہتر ہی تھا کہ وہ نہ آتی اسلام آباد سے اور نہ ہی یہ مسئلہ ہوتا۔

"تم کب تک حقیقت سے چھپ سکتی کو شندانہ !ایک شادی شدہ آدمی سے محبت کرنا جرم ہے۔نا اخلاقیات اس کی اجازت دیتے ہیں نہ معاشرہ دیتا ہے۔۔۔"وقت کی سر گوشی بہت بے رحم تھی۔

"لیکن دل تو دیتا ہے نا"محبت نے چپکے سے شندانہ کے کان میں سر گوشی کی تھی۔وہ وقت کی نظروں سے اوجھل نہیں تھی، لیکن وہ مجسم حقیقت تھی۔کیونکہ وہ محبت تھی نا!

اس نے پشت سیٹ پر ٹکادی اور آنکھیں موند لیں اور کڑھنے لگی۔وہ اس صورتحال میں اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں جاؤں اور سامنے وہ کھڑی ہوئی ملے۔میرا استقبال کرتی ہوئی۔۔۔"اپنی جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے ابراہیم نے سر گوشی کی تھی۔

"ہاں کچھ بھی ممکن ہے۔۔۔"جواب دل کی طرف سے آیا تھا۔دل تو پاگل تھا۔کچھ بھی سوچ لیتا تھا۔اپنے مطلب کے معنی اور نتائج اخذ کرتا تھا۔

"میجر ابراہیم تمہاری عقل کیا گھٹنوں میں جا سمائی ہے۔۔۔"دماغ نے اسے جھنجھوڑنا چاہا تھا۔

"نہیں میری عقل تو دور پہاڑوں کے درمیان ایک گلاب چہرے کے قدموں میں جا کر بیٹھ چکی ہے۔۔۔۔"ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

"میں صرف افسوس ہی کر سکتا ہوں تم پر۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

ابراہیم نے گاڑی کی رفتار بڑھادی تھی۔

یہ معاملہ بھلا رفتار بڑھادینے سے حل ہو سکتا تھا۔محبت جان کنی کا عالم ہے اور یہ جان لے کر ہی ٹلتی ہے۔اس سے کم پر یہ کبھی راضی نہیں ہوئی اور نا ہو سکتی ہے۔محبت کا دامن بہت بڑا ہے اتنا بڑا کہ کائنات اس میں سما سکتی ہے۔لیکن ظرف اتنا زیادہ ہی چھوٹا ہے۔اتنا کہ یہ صرف ایک شخص تک آکر محدود ہو جاتی ہے۔وہیں پر آکر رک جاتی ہے۔عقل و دانش اپنا دامن پیچھے چھوڑ دیتے ہیں جب محبت آگے آتی ہے۔تو بس یہ منظر پر چھا جاتی ہے۔حد نگاہ صرف محبت رہتی ہے اور کوئی نہیں رہتا ہے۔

ابراہیم کی حد نگاہ بھی صرف شندانہ تک محدود ہو گئی تھی۔ہما سے صرف مروت کا

رشتہ تھا کیونکہ وہ فرض تھا اور خون کا رشتہ تھا۔ دل کا رشتہ تو شندانہ سے جڑ چکا تھا۔ اور دل ہی تو جسم کے تمام حصوں تک خون پہنچاتا ہے۔ محبت نے "Science" اور "Logic" کو بھی "Fail" کر دیا تھا۔ اور کس شاندار انداز میں کیا تھا۔ عقل ششدر رہ گئی تھی۔ ابراہیم خانپور پہنچ چکا تھا۔

سفینہ لاج ویسے ہی شان و شوکت کا مجموعہ تھی۔ آف وائٹ کلر کی یہ عمارت دل موہ لیتی تھی۔ یاور کو بہت پسند آئی تھی۔ فرحین تو نت نئی جگہ دیکھنے کی شوقین تھی۔ ایک رہی شندانہ وہ خوف زدہ تھی، اداس تھی، پشیمان تھی۔ دل کی حالت بہت عجیب تھی۔

"اُٹھ جاؤ ہم پہنچ چکے ہیں۔۔۔" فرحین نے شندانہ کو جھنجھوڑا تھا۔ وہ ہنوز آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔

اس نے اپنی شربتی آنکھوں کو مسلا اور کھول دیں۔

سامنے ڈیرے کی طرف جاتا ابراہیم ساکت ہو گیا تھا۔ شیشے میں دشمن جاں کا چہرہ جو نظر آ گیا تھا۔

کیا یہ اس کا وہم تھا یا وہ واقعی حقیقت میں موجود تھی؟ وہ آہستہ قدم اُٹھاتا گاڑی کی جانب آیا تھا۔ یاور نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ چونکا تھا۔

شندانہ اب گاڑی سے اتر رہی تھی۔سیاہ شیشوں والی چادر کے ہالے میں وہ خاموش سا چہرہ مرکز نگاہ تھا۔

ابراہیم کے لیے تو جیسے کائنات رک گئی تھی۔

"کاش آج ساتھ مانگ لیتا تو وہ دعا بھی قبول ہو جاتی۔۔۔" ابراہیم نے سوچا تھا۔

شندانہ نے نظر اُٹھا کر دیکھا۔سامنے سی گرین کاٹن کے جوڑے میں ابراہیم مجسم کھڑا تھا۔وہ بے اختیار نگاہ جھکا گئی۔فرحین نے اسے آگے کھینچا تھا۔

اور ابراہیم دوسری نگاہ کے انتظار میں وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔

"یہ ناخوش کیوں نظر آرہی ہے۔۔۔۔" اس نے سوچا تھا۔

شندانہ اندر گئی تو پہلا سامنا ہما سے ہوا تھا۔سب مسکرا کر اسے مل رہے تھے۔

"حقیقت تو یہ ہے ابراہیم کہ میں تو فقط خیال ہوں۔۔۔" وہ دل برداشتہ ہوئی تھی۔

ہما اس سے ملنے کے لیے آگے آگئی تھی۔

شندانہ نے بناوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجالی تھی۔

ہما نے اس سے حال احوال پوچھا تو وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی؟

محبت نے اسے کس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔ابراہیم سے محبت کرنا اس کے بس میں نہیں

New Era Magazine

تھا اور محبت میں اول روز سے شراکت وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔شندانہ کو ایسے لگا تھا کہ اس کے اندر کوئی آہستہ آہستہ مرنے لگا تھا۔

فرحین اور تحریم تو تازہ دم ہو گئی تھیں۔شندانہ کی حالت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ تحریم اسے کمرے میں چھوڑ آئی تھی۔جہاں کچھ دیر بعد ہی وہ غافل تھی۔

ابراہیم کام سے فارغ ہو کر اندر آیا تو وہ کہیں نظر نہیں آئی تھی۔

"کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ کچھ چاہیے تھا کیا؟؟"۔ہما نے پوچھا تھا۔

"ہاں چائے پینی ہے۔ سر میں درد ہے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تو ہما سر ہلاتی اندر چلی گئی تھی۔

"تم نے بہت اچھا کیا جو چلی آئیں۔۔۔"ابراہیم نے تحریم سے کہا تھا۔

"میں کیوں نہ آتی۔یہ میرا بھی تو میکہ ہے۔۔۔"تحریم بولی تھی۔

"کیوں نہیں تمہارا اپنا گھر ہے جب جی چاہے آجایا کرو۔۔۔"ابراہیم بولا تھا۔

"اس بار جوڑی نہیں آئی آپکے ساتھ۔۔۔"علینہ نے پیچھے سے آکر پوچھا تھا۔

"ان دونوں کو چھٹی ہی نہیں ملی۔۔۔۔"ابراہیم نے جواب دیا تھا۔

اتنے میں چائے آگئی تھی۔

ابراہیم نے چائے پی کر نگاہ گھمائی وہ کہیں نہیں تھی۔

"اب شاید ڈنر پر ہی سامنا ہو پائے گا" اس نے سوچا تھا۔یہ محبت میجر ابراہیم کو کس مقام پر لے آئی تھی،ایک بے نشان منزل منزل تھی،راستہ تو دشوار گزار تھا ہی ،لیکن وہ ابراہیم تھا مشکلات کو جی جان سے قبول کر کے حل نکالنے والا۔شندانہ جیسی مشکل تو جان سے عزیز تھی۔وہ اس کے ساتھ رہنے کے لیے کسی بھی حد تک جائے گا ،یہ طے تھا۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں اس بار تمہارے اسرار و رموز،ویسے ابراہیم ہار بھی سکتا ہے" وقت نے محبت کو چڑایا تھا۔وقت ابراہیم پر ہمیشہ سے مہربان تھا۔اس نے کیا قسمت پائی تھی
۔

"میں اس کی جیت بنو گی" محبت نے وقت کو آنکھیں دکھائی تھیں۔

"گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی ہو میڈم اُٹھ جاؤ ڈنر لگنے والا ہے۔۔۔" فرحین نے جھنجھوڑ کر شندانہ کو اُٹھایا تھا۔

"تمہارے کپڑے نکال دیئے ہیں۔جلدی سے نہا کر باہر آجاؤ۔۔" فرحین بولی تھی۔

شندانہ واش روم گھس گئی تھی۔

فریش ہو کر باہر نکلی تو سب سے پہلا سامنا ابراہیم سے ہوا تھا۔وہ راہداری کے آخر میں تھا۔اور شاید فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"ارے شندانہ بھی آئی ہے۔۔۔"سامنے کمرے سے نکلتی ہوئی سمین آپا خوشگوار حیرت سے بولی تھیں۔

"جی۔۔۔"وہ مسکرادی۔

انہوں نے والہانہ انداز میں گلے لگایا تھا۔سمین آپا کو شندانہ بہت پسند تھی۔شندانہ انہیں اپنی اپنی سی لگتی تھی۔اگر کاشان شندانہ سے چھوٹا نہ ہوتا تو وہ شندانہ کو ضرور مانگ لیتیں۔

ابراہیم نے مڑ کر دیکھا تھا اور بس دیکھتا رہ گیا تھا۔

آف وائٹ دوپٹے کے حالے میں گلابی چہرہ۔بھگی زلفیں اور پلکوں پر اٹکا پانی۔

"یہ مجھے مار کر ہی دم لے گی۔۔۔"وہ بڑبڑایا تھا۔

شندانہ نے اسپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ابراہیم کے دل کو کچھ ہوا

"کیا یہ آنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔"اس نے پھر سے سوچا اور دل اداس ہو گیا تھا۔

شندانہ اسے نظر انداز کرکے آگے جا چکی تھی۔ لیکن وہ وہیں رکا ہوا تھا۔

ڈنر لگ چکا تھا۔ بھرا پرا خاندان ہونے کے باعث ایک بڑا ڈرائینگ روم بنوایا گیا تھا۔ چھت پر بڑے بڑے خوبصورت سے فانوس تھے۔ موسم چونکہ بہتر تھا تو ہیٹر وغیرہ کی ضرورت نہیں تھی۔ بالکل مغلیہ طرز پر بنایا گیا یہ ڈائننگ روم دیکھنے والے کو پہلی نگاہ میں ہی پسند آجاتا تھا۔

"صرف وہ شخص ہی ظالم نہیں ہے۔اس سے جڑی ہر چیز ظالم ہونے کی حد تک خوبصورت ہے۔۔۔"شندانہ نے سوچا تھا۔

اسے غصہ تھا دوبار سامنا ہونے کے باوجود ابراہیم کا کوئی میسج نہیں آیا تھا۔وہ کیسی تھی؟ ایک پل میں سپنے بنتی تھی ایک پل میں خود ادھیڑ دیتی تھی۔ایک دلکش گڑیا!جو محبت کے سفر کے آغاز میں ہی تھک ہار گئی تھی۔

اس ڈائننگ روم میں پانچ سو لوگوں کے کھانے کا انتظام ہو سکتا تھا۔ اکثر گھریلو تقاریب کا کھانا یہاں لگایا جاتا تھا۔

ڈنر کے وقت شندانہ اور ابراہیم کی کرسیاں آمنے سامنے تھیں۔

وہ پلیٹ میں بریانی نکال رہی تھی کہ سامنے دیکھا۔دل دھڑک کے حلق میں آگیا تھا۔ پلکیں لرزنے لگی تھیں۔ابراہیم نے آنکھوں میں یہ منظر سمونا چاہا۔

"ابراہیم پلیٹ میں زرا سالن تو نکال دیں۔۔۔"ہما نے پکارا تو وہ چونک اُٹھا تھا۔

شندانہ نے شکایتی نظروں سے دیکھا اور کھانے پر جھک گئی تھی۔

"شندانہ پیٹ بھر کر کھانا صبح سے بھوکی تھی تم۔۔۔"تحریم نے کہا تھا۔

"جی بھابھی۔۔۔۔"اس نے سر جھکا کر جواب دیا تھا۔

فرازیہ بیگم نے بے اختیار نظریں اُٹھا کر دیکھا تھا۔اس لڑکی میں ایسا کچھ تھا۔ لیکن وہ کیا تھا؟اس کا معصوم حسن دو دھاری تلوار تو تھا ہی لیکن کچھ اور بھی تھا جو اس کی جانب کھینچتا تھا۔وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ شندانہ ان کے بیٹے کی دلی خواہش تھی۔ایسی خواہش جو کسی صورت میں ترک نہیں کی جاسکتی

۔

"یہ ہما سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔۔"ان کے زہن میں یہ سوچ نجانے کہاں سے آگئی تھی۔

"لیکن میں آج پہلی بار ایسا کیوں سوچ رہی ہوں؟ ابراہیم کی شادی تو ہو چکی ہے۔۔۔" انہوں نے اپنے آپکو باور کروایا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ یہ سب خیال قدرت نے ان کے دل میں ڈالے تھے۔

"شندانہ میٹھا لو نا۔۔۔۔" ہما نے کہا تھا۔

"اففف یہ سب میری طرف متوجہ کیوں ہیں۔۔۔۔" شندانہ نے سوچا تھا۔

"جی۔۔۔۔" وہ فقط سر ہی ہلا سکی تھی۔ وقت بہت آہستہ گزر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا صدیاں گزر گئی ہیں۔ سامنے ابراہیم کے پہلو میں ہما استحاق سے بیٹھی تھی۔

شندانہ کے تو تن بدن میں آگ جل اُٹھی تھی۔ وہ سرخ چہرے کے ساتھ بس کھائے جا رہی تھی۔ کیونکہ وہ کھانا تو کسی صورت میں نہیں چھوڑتی تھی۔

ابراہیم شندانہ کے تیور دیکھ کر اُٹھ گیا تھا۔

یہ جنگلی بلی کہیں پورا دستر خوان نہ خالی کر دے اس نے سوچا تھا۔

چائے پیتی شندانہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔

"تم اتنا چپ کیوں ہو۔۔۔۔" دور بیٹھی فرحین اب چائے کا کپ اُٹھائے اس کے پاس آئی تھی۔

"کس سے بولتی تم تو نئی دوستیں بنا کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔" شندانہ نے دانت پیسے تھے۔

"ڈیشنگ میجر صاحب کی والدہ نے آپکو کافی بار غور سے دیکھا ہے۔اگر ابراہیم کی شا دی نہ ہوئی ہوتی تو وہ پکا تم کو بہو بناتیں۔۔۔"فرحین نے اس کے کان میں سر گو شی کی۔

"بکواس بند کرو۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"بیٹا آپ نے کھانا ٹھیک سے کھایا تھانا۔چائے کے ساتھ کچھ لینا ہو تو سامنے ٹیبل سے لے لیں۔۔۔"فرازیہ سامنے سے آتے ہوئے بولی تھیں۔اب سب ٹولیوں میں بٹ چکے تھے۔

"جی شکریہ کھانا بہت اچھا تھا۔۔۔"شندانہ مسکرائی تھی۔

انہوں نے مسکرا کر دیکھا اور آگے بڑھ گئیں۔

"آؤ کچھ کوکیز لیتے ہیں۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"تم یہاں بس کھانے آئی ہو۔۔۔۔۔"فرحین نے اسے ٹوکا تھا۔

شندانہ نے سر جھٹکا اور فرحین کا ہاتھ کھینچ کر آگے بڑھ گئی تھی۔وہ اس وقت کوئی جواب دینے کی حالت میں نہیں تھی۔ابراہیم نے اس کے لبوں پر قفل لگا دیا تھا۔

"تمھاری نند ایک ساحرہ ہے۔۔۔"سمین آپا نے تحریم سے کہا تھا۔

"شندانہ کی بات کر رہی ہیں کیا آپ؟؟" اس نے پوچھا تھا۔

"اور کس کی بات کروں گی؟" وہ بولی تھیں۔

"فرحین بھی تو ہے نا ساتھ تو میں سمجھ نہیں سکی۔۔۔۔" تحریم نے کہا تھا۔

"پیاری تو وہ بھی بہت ہے۔ لیکن شندانہ میں ایسا کچھ ہے جو باندھ لیتا ہے۔۔۔۔" سمین آپا بولی تھیں۔

"ہاں شندانہ کا حسن قابل غور ہے۔ اس کا چہرہ دل و دماغ پر چھا جانے والا ہے۔ بہت خوبصورت نین نقش ہیں۔ اوپر سے اس کی بے ساختہ عادتیں اس کو دو آتشہ بنا دیتی ہیں۔ نیچر وائز بھی بہت اچھی ہے۔۔۔۔" تحریم نے مسکرا کر کہا تھا۔

"فرازیہ مامی کسی کی تعریف کم ہی کرتی ہیں۔ شندانہ کی کر رہی تھیں۔۔۔" سمین آپا بولی تھیں۔

کمرے میں آتے ابراہیم نے باتیں غور سے سنی تھیں۔

"صرف ہم ہی دیوانے نہیں۔ یہاں محترمہ نے سب کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔۔۔۔" ابراہیم نے مسکرا کر سوچا اور سمین آپا کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

New Era Magazine

"کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔"اس نے پوچھا تھا۔"تمہاری باتیں کر رہے تھے کہ ابراہیم تو جب سے پہاڑوں سے واپس آیا ہے مزید خوبصورت ہو گیا ہے۔۔۔۔" سمین آپا نے جواب دیا تھا۔

"آپ تو چھپ کر میری غیر موجودگی میں ہو بھی آئے۔۔۔۔"تحریم نے شکوہ کیا تھا۔

"اب میں آفیسر سے کہتا کہ تحریم ہنی مون سے واپس آئے تو ہی میں جاؤں گا۔اس سے پہلے جو کچھ ہو جائے نہیں جاؤں گا۔۔۔"ابراہیم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"اللہ اللہ لڑکا تو ہنس مکھ ہو گیا ہے۔۔۔"سمین بولی تھیں۔

"افففف کوئی کام ہے کیا؟مکھن پر مکھن لگایا جا رہا ہے۔۔۔"ابراہیم نے کہا تھا۔

"وہ لوگ جو کل تک محبت سے چڑتے تھے۔آج محبت میں پور پور ڈوبے ہوئے ہیں۔۔۔۔"سمین آپا بولی تھیں۔

"ہاں جی ہما آفندی کے حسن میں وہ طاقت ہے کہ وہ ابراہیم علی خان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دے۔۔۔"علینہ فیونا کو ہاتھ میں پکڑے سائیڈ سے نکل آئی تھی۔وہ لوگ اس وقت فرازیہ بیگم کے بالکل سامنے والے کمرے میں موجود تھے۔

"آہا! چلیں بلیوں نے محبت کرنا تو سکھایا ہی دیا اپنی علینہ کو۔۔۔۔۔" تحریم نے فوراً کہا تھا۔

فرحین شندانہ کو کھینچ کر اندر لے آئی تھی۔

"آیئے جناب۔۔۔!" تحریم نے کہا اور اپنے پاس صوفے پر جگہ بنائی تھی۔

ابراہیم نے دیکھا وہ بالکل پر سکون تھی۔ کسی ساکت ندی کی مانند۔ اسکا دل چاہا کوئی جملہ بول کر اس ساکت ندی میں ہلچل مچائی جائے۔

"ہما کہاں ہے؟؟ اسے بھی لے آو۔۔۔" سمین آپا بولی تھیں۔

"چائے بنا رہی تھیں ابراہیم بھائی کے لیے۔۔۔" علینہ نے کہا۔ وہ فیونا کے بال کنگھی کر رہی تھی۔

"اففف یہ مشرقی شوہر اور ہما سے امید نہیں تھی ایسی جی حضوری کی۔ جب سے یہ آیا ہے آگے پیچھے چکر لگا رہی ہے۔۔۔"

سمین بولی تھی۔

ابراہیم نے شندانہ کو دیکھا وہ فرحین کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔ وہ زرا سا الجھا تھا۔

"یہ ہے کیا آخر؟؟ اس کے کتنے روپ ہیں؟ کبھی یہ خوش ہوتی ہے۔ کبھی اداس ہوتی ہے تو کبھی غصہ کرتی ہے"

ابراہیم کو کیسے پتا لگنا تھا۔ بیچارہ نیا نیا تو محبت کا شکار ہوا تھا۔ اب یہ لڑکیوں جیسی مخلوق آسانی سے سمجھ آجائے تو دنیا سے سارا فساد ہی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں مسٹری رکھی ہے۔ ابن آدم کے لیے تو لڑکیوں کی صورت ایک بہت ہی مشکل سے تسخیر ہونے والا پہاڑ رکھا ہے۔

"اب میں بھی اس کی باتوں پر کوئی رد عمل نہیں دوں گی۔ سمجھتا کیا ہے یہ میجر خود کو۔ اپنی افسری اپنی بیوی کو دکھائے یہ۔۔۔" شندانہ کی نظریں ہنوز فون پر تھیں۔

"یہ لیجیے گرما گرم چائے۔۔۔" ہما ٹرالی لیے اندر آئی تھی۔

"بس کر دو ہما اب تمہیں کوئی کام نہ کرتا دیکھوں میں۔۔۔۔" سمین نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا تھا۔

ابراہیم نے بے ساختہ پہلو بدلا تھا۔

"مجھے اچھا لگتا ہے جب آپ سب لوگ یہاں ہوتے ہیں۔ بہت مزہ آتا ہے۔ ورنہ اس اتنے بڑے گھر میں بور ہو جاتی ہوں۔۔۔۔" ہما بولی تھی۔

شندانہ نے بے ساختہ نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔

"اپنے قدم پیچھے موڑ لو شندانہ! بے شک تم نے محبت کی ہے مگر خائن نہ بنو تم۔۔۔" شندانہ نے اپنے آپ سے کہا تھا۔

New Era Magazine

"بھابھی ہم لوگ باہر لان میں واک کرنے جارہے ہیں۔۔۔"شندانہ نے اپنا اور فرحین کا کپ اُٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹھی تو ہو پیاری لڑکی۔۔۔۔"سمین آپا بولی تھیں۔

"کھانا اتنا مزے کا تھا کہ ہم نے بہت کھا یا لیا۔اب واک کریں گے۔۔۔۔"فرحین بولی تھی۔وہ کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔ہر منظر بے رنگ ہو گیا تھا۔وہ تھی تو رنگ تھے۔وہ نہیں تھی تو سب بے رنگ تھا۔

ابراہیم کو اس لمحے محسوس ہو گیا تھا کہ اسے زندہ رہنے کے لیے شندانہ چاہیے تھی۔ہما نے چائے کے سپ لیتے شوہر کو دیکھا بغور دیکھا تھا۔

"ابراہیم آج کل چائے بہت پینے لگے ہیں۔۔۔"

"ہائے بھولی تمہیں دیکھ کر تو اس کے سر میں درد ہوتا ہے اور تم ہی مداوا کے لیے پہنچ جاتی ہو۔۔۔۔"وقت بڑبڑایا تھا۔

"جاؤ چیخ کر کہو اس کے کان میں۔۔۔"محبت نے جواب دینا لازمی سمجھا تھا۔

"تم ہر جگہ پہنچ جایا کرو۔۔۔"وقت نے کہا تھا۔

"تم دونوں کی جنگ سے ہم بیزار ہیں۔۔۔۔۔"شہر محبت کے مکین بولے تھے۔

"ویسے میجر صاحب بڑے ہی ہینڈ سم ہیں۔۔۔۔"فرحین واک کرتے ہوئے ہوئے بولی تھی۔

"اتنا بھی نہیں ہے۔۔۔۔"شندانہ نے تپ کر کہا۔

ویسے میں نوٹ کر رہی ہوں کہ تم اسے نظر انداز کرتی ہو۔کیا کوئی لڑائی ہے تم دونوں میں۔۔۔۔"فرحین متجسس ہو کر بولی تھی۔

"نہیں میں کیوں لڑوں گی ایک انجان آدمی سے تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"بس میرا شادی کرنے کا دل کر رہا ہے۔۔۔"فرحین بولی تھی۔

"کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئیں۔۔۔"شندانہ نے کیا تھا۔

"یہاں کے لوگ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔"فرحین تو جیسے اس خاندان پر لٹو ہو گئی تھی۔

پیچھے سے آتے رواحہ نے غور سے باتیں سنی تھیں۔وہ ابراہیم کی شادی کے فوراً بعد بڑے بھائی کے پاس دوبئی چلا گیا تھا۔کل ہی اسکی واپسی ہوئی تھی۔آج حبیب احمد کو لیکر یہاں آیا تھا۔

"تو کیا نیازی کسی سے کم ہیں۔شکل وصورت میں۔۔۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"یہ کوئی نئی آوازیں ہیں۔۔۔"رواحہ نے سوچا تھا۔وہ فورا اُے کے پیچھے تھا اور وہ اس کے فرنٹ پر بیٹھی تھیں۔رات کے وقت چونکہ پانی گرتا تھا تو کوئی معمولی آہٹ سنائی نہیں دیتی تھی۔

"اچھا چلو اب۔۔۔"وہ دونوں خالی کپ اُٹھائے اب اندر جا رہی تھیں۔

وہ پیچھے پیچھے آیا تھا۔

"تمہیں پتا ہے نغمانہ خالہ میرا پرپوزل ڈھونڈھنے کے چکر میں پاؤں کو چوٹ لگوا بیٹھی ہیں۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

"وہ کیسے؟؟"فرحین نے پوچھا تھا۔

شندانہ نے تفصیل سناتے ہوئے فرحین سے کہا تو اس نے زور سے قہقہہ لگایا تھا۔

"اُفف آہستہ ہنسو۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔

وہ ہال میں چلی آئیں تھیں۔

تحریم اور علینہ حسب معمول بحث میں مصروف تھیں۔

شندانہ نے گولڈی کو علینہ سے لیا اور مسکرا کر سہلانے لگی تھی۔

"ارے رواحہ! آؤنہ کہاں جارہے ہو۔۔" تحریم نے رواحہ کو پکارا تھا۔ بچپن میں سب ساتھ کھیلے تھے تو خاصی بے تکلفی تھی۔

"چھوڑیں جانے بھی دیں۔ شادی کروالی میرے بغیر۔۔۔" رواحہ بولا تھا۔

"تو دوبئ کونسا دور تھا، آجاتے نا دو دن کے لیے۔۔۔" تحریم بولی تھی۔

"ماشاءاللہ چمک دمک تو بہت رہی ہیں۔۔" رواحہ بولا تھا۔

"ہاں جی لو میرج کے ابتدائی اثرات۔۔" علینہ جھٹ سے بولی تھی۔ تحریم نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

فرحین نے اسے غور سے دیکھا تھا۔

"لگ تو یہ بھی پیارا رہا ہے پر ہے کون۔۔۔" اس نے دل میں خود کلامی کی تھی۔

رواحہ نے سامنے دیکھا فیروزی شیشے کی کڑھائی والا جوڑا پہنے وہ نازنین اپنے پاؤں دیکھ رہی تھی۔

"رواحہ یہ میری نندیں ہیں۔۔۔" تحریم نے تعارف کروایا تھا۔

"یہ شندانہ اور یہ فرحین۔۔" تحریم بولی تھی۔

رواحہ نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا تھا۔ فرحین کو تو کچھ زیادہ ہی دیکھا تھا کیونکہ اس کی شکل رواحہ کی منگیتر سے ملتی تھی۔

"افففف یہ خوبصورت لڑکا گھورتا بھی ہے۔۔۔" فرحین نے سوچا تھا۔

"ہاں اس کی بھی آنکھیں ہیں اور وہ بھی مرد ہے تو عام مردوں جیسی خصوصیات کیوں نہیں رکھے گا۔۔۔۔"شندانہ نے فرحین کے کان میں سرگوشی کی تھی۔وہ ہڑبڑا اُٹھی

۔

"ویسے تم اتنی بھی معصوم نہیں ہو جتنی نظر آتی ہو۔۔۔۔" فرحین نے تپ کر کہا تھا۔

"ویسے یہ تمہاری سگی نندیں ہیں۔۔۔"رواحہ نے آہستہ سے پوچھا تھا۔

تحریم نے اسے دیکھا اور ہنس دی۔علینہ بھی اس کی بات سن چکی تھی۔دونوں کا قہقہہ مشترکہ تھا۔

"ارے کیا ہوا؟؟کوئی ہمیں بتائے گا۔۔۔"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں،رواحہ پوچھ رہا ہے کہ تم دونوں میری سگی نندیں ہو۔۔۔۔"تحریم نے کہا اور ہنس دی تھی۔

"کیا نندیں سوتیلی بھی ہوتی ہیں۔۔۔۔"شندانہ نے کہا تو سب کا قہقہہ مشترکہ تھا۔

رواحہ بیچارا پوچھ کر پچھتایا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو یہاں خواتین میں۔۔۔"سامنے سے آتے عون بھائی بولے تھے۔

"خواتین۔۔۔۔"وہ سب چیخی تھیں۔

"تو اور کیا؟؟؟"عون بولے تھے۔

"عون بھائی آپ رواحہ کا بدلہ لے رہے ہیں۔۔۔"علینہ نے کہا تھا۔

"اور نہیں تو کیا ہمارا نہتا معصوم اور یہاں کیل کانٹوں سے لیس فوج۔۔۔"وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے تھے۔

"بیچارہ رواحہ بہت پریشان ہے۔میں نے شندانہ اور فرحین کا تعارف کروایا تو بولا یہ آپ کی سگی نندیں ہیں۔۔۔"تحریم نے کہا تو پھر کمرے میں قہقہے گونج اُٹھے۔ شندانہ اتنا ہنسی کے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ڈیرے سے واپس آتے ابراہیم نے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔چہرے پر خوبصورت سی مسکان سج گئی تھی۔وہ آگے بڑھ آیا تھا۔

"ہم واقعی سگی نندیں ہیں۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا اور کشن منہ پر دے کر ہنسنے لگی۔

"بس کردو بیچارے کی درگت۔۔۔"عون ہنستے ہوئے بولے تھے۔

"ہوا کیا ہے جو ہنسی کا بازار گرم ہے۔۔۔"ابراہیم نے بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔تحریم نے اسے سارا قصہ سنایا تھا۔اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔رواحہ بیچارا اُٹھ کر جانے لگا تھا۔ شندانہ،فرحین اور علینہ ابھی بھی ہنس رہی تھیں۔

"بس بیٹھ جاؤ مزاق تھا۔۔۔"عون نے اس کا ہاتھ کھینچا تھا۔وہ بیٹھ گیا۔اب کی بار سبکے قہقہوں کے ساتھ اسکا قہقہہ بھی تھا۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔

"لڑکیو!جو بھی کافی بنانے میں ماہر ہے چلے میرے ساتھ کچن میں۔ماموں اور انکل حبیب میں لڈو کی شرط لگوا کر آرہی ہوں۔وہ دونوں یہیں حال میں آرہے ہیں ۔۔۔۔"

"میں آتی ہوں۔۔۔"شدانہ نے کہا اور دوپٹہ سنبھالتی چل دی تھی۔

"افف اتنی بھی کیا ناراضگی کہ بندہ نگاہ ہی نہ اُٹھائے۔میڈم کی خاطر کتنے چکر لگا چکا ہوں۔مجال ہے جو لفٹ کروادے۔۔۔"ابراہیم تو جیسے جل بھن گیا تھا۔

"ہہنہ کیا سمجھتا ہے اسی کی توجہ کے لیے ترستی ہوں کیا؟بیوی کے سامنے تو بھیگی بلی بنا ہوتا ہے۔۔۔۔"شدانہ نے سوچا اور سر جھٹک کر کچن میں آگئی تھی۔

ہما پہلے سے ہی کچن سمٹوا رہی تھی۔

"ہما کافی بنانے آئے ہیں تم جاؤ باہر محفل عروج پر ہے۔۔۔"سمین آپا نے مسکرا کر ہما سے کہا تھا۔سفید برینڈڈ قمیض شلوار میں ہم رنگ دوپٹہ لیے وہ بہت سوبر لگ رہی تھی ۔اس نے ڈنر کے بعد سوٹ تبدیل کیا تھا۔

"شندانہ آپ باہر جائیں میں مدد کرا دوں گی۔۔۔"وہ بولی تھی۔ہما ہمدرد طبیعت کی مالک تھی۔

"نہیں میں خود ہی آئی ہوں۔میرے ہاتھ کی کافی آپ پئیں تو سہی فین ہو جائیں گی۔ سوات صرف کافی پینے آیا کریں گی۔۔۔"شندانہ نے کہا تھا۔ہما مسکرا دی۔

"شندانہ ادھر آؤ۔۔"کچن سے ملحق اسٹور میں سمین آپا نے پکارا تھا۔یہاں اسٹور میں سارا سامان رکھا ہوتا تھا۔

" چینی ختم ہے آپا وہی لینے گئی ہوں گی۔میں یہاں دودھ چڑھا دیتی ہوں آپ ان کی بات سن لیں۔۔۔"ہما نے کہا تھا۔ایک ملازمہ وائپر لگا رہی تھی اور دوسری سنک میں پڑے برتن ڈھڑ ادھڑ دھو رہی تھی۔

حسین اتنی ہو۔۔

کیوں چہرہ چھپا رہی ہو

ستم گر کیوں جان لیے جا رہی ہو

اُٹھاؤ پلکیں دکھاؤ عارض

اُٹھاؤ پلکیں دکھاؤ عارض

کیوں ان اداؤں سے

ہماری جان لیے جا رہی ہو

کہ آج کی محفل

تمہارے دم سے ہے جاناں

کیوں یوں ہم کو جلا رہی ہو

یہ پنکھڑیاں سرخ گلابوں کی

اور جو یہ تل ہے گورے گالوں کا

کچھ تو جواب دو تم بھی

زرا ان سوالوں کا

کہ ہم بھی ہیں عادی، کہ تم بھی ہو ضدی دیکھتے ہیں کب تک رہتے ہو تم بھی

بات یہ ہماری مان ہی لو گی ت

یہ چلمن گرا ہی دو گی تم۔۔۔۔!!!

ہما نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ ابراہیم مدھر لہجے میں نظم پڑھ چکا تھا۔ وہ خوشی سے نڈھال ہو گئی تھی۔

چینی کا پیکٹ اندر کچن میں لاتے شندانہ کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ آج پتا چلا تھا کہ جان نکلنا کس کو کہتے ہیں۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔

"اگر ان کی آپس میں گاڑھی چھنتی ہے تو پھر ابراہیم نے مجھے اس راہ کا مسافر کیوں بنایا ہے؟؟؟؟" ایک سوال نہیں تھا کوئی جان لیوا سانپ کی کنچیلی اس کے دل میں چھپی تھی جو اس کی جان لیے جا رہی تھی۔

"ابراہیم کوئی دیکھ لے گا۔۔۔۔" یہ آواز ابراہیم کو ہوش میں لے آئی، وہ ہما تھی۔

افقف میں بھول گیا تھا۔ تمہاری یاد آئی تو چلا آیا وہ اب ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"شندانہ چلو رک کیوں گئیں۔۔۔" سمین آپا پیچھے سے آتے ہوئے بولی تھیں۔

ابراہیم نے مڑ کر دیکھا تھا۔ اس کا دل نچڑ کر رہ گیا تھا۔ جس کو وہ نظم سنانا چاہ رہا تھا وہ تو پیچھے کھڑی تھی۔

شندانہ سرد چہرے کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔

"اچھا جی تو بیگم کے پیچھے آ گئے آپ۔۔۔" سمین آپا بولی تھیں۔

"نہیں میں تو آپ کو ڈھونڈنے آیا تھا۔۔۔" وہ کھسیانی آواز میں بولا تھا۔

"اچھا اپنی بیگم کو لے جاؤ یہاں سے۔ ہم دونوں کافی بنا کر لاتی ہیں۔۔۔۔" سمین آپا نے کیا تھا۔

شندانہ تندہی سے کافی بینز کو گرائنڈ کرنے لگی تھی۔ابراہیم کو سو فیصد یقین تھا کہ اب نجانے کتنے ماہ اس کا دل گرائینڈ ہو گا۔

وہ بے بسی سے واپس ہو لیا تھا۔

یہ ہما کیوں آجاتی تھی بار بار اس کے سامنے، یہ کیا ہو رہا تھا۔اتنی مشکل سے وہ شندانہ کو اپنی سچی محبت کا یقین دلا پایا تھا۔وہ اپنے آپکو حق پر سمجھتا تھا۔اسلام میں چار شادیوں کی اجازت تھی۔

لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پارہا تھا کہ محبت کا ایک ہی قانون ہے۔جو واحد سے شروع ہو کر واحد پر ختم ہو جاتا ہے۔اس میں کسی دوسرے کی گنجائش ہی نہیں رہتی ہے۔

دل کانچ کا ٹکڑا ہے جس میں اگر دراڑ آجائے تو ناممکن ہو جاتا ہے اسے پہلے والی حالت میں لانا۔

شندانہ نے محسوس کیا تھا کہ ابراہیم کے قدم شکست زدہ تھے۔وہ سر جھٹک کر کافی بنانے لگی تھی۔

اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا اور وہ اب اس فیصلے پر قائم رہے گی وہ یہ سوچ چکی تھی۔

شندانہ کی کافی سب کو پسند آئی تھی۔ تنویر علی خان نے تو باقاعدہ تعریف کی تھی۔

کھانے پینے کے معاملے میں ان کا ذوق اعلیٰ تھا۔ سب نے بہت شور مچایا تھا۔

"بیٹا اپنی آنٹی کو بھی سکھا دو کچھ۔۔۔" انہوں نے شرارت سے کہا تھا۔

شندانہ نے نظریں اُٹھا کر سامنے دیکھا وہ مسکرا رہی تھیں۔

"ان کی باتوں پر نہ جانا۔ سیاستدان کی کوئی بات سچ نہیں ہوتی ہے۔۔۔" فرازیہ بیگم بولی تھیں۔

"نہیں یہ بات سچ ہے کہ شندانہ کی کافی لاجواب تھی۔۔۔" ہمانے اس کی طرف داری کی تھی۔

"بس اب تو ہمانے بھی کہہ دیا ہے۔۔۔۔" وہ بولے تھے۔

"لیکن یہ تو جھوٹ ہے نا کہ بھابھی کو کافی بنانی نہیں آتی۔۔۔" حبیب عالم بولے تھے۔

کمرے میں قہقہوں کی بوچھاڑ تھی۔ شندانہ کا دل سکڑ گیا تھا۔ اسے یکدم ابراہیم کی نظریں محسوس ہوئی تھیں۔

"یہاں سب کتنے اچھے ہیں سوائے اس کے۔۔۔" اس نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو بے ساختہ پیچھے کیے تھے۔

New Era Magazine

"یہ سنجیدگی میں بھی قیامت ڈھاتی ہے۔۔۔"سامنے بیٹھی ہمانے شندانہ کو دیکھ کر سوچا تھا۔

"یہ ہی تو وہ قیامت ہے جو ابراہیم کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے بی بی! تم ہی بھولی ہو۔باطنی آنکھ سے کیوں نہیں دیکھتی تم۔۔۔"وقت نے سرگوشی کی تھی۔

میری کافی دن سے کیفے نہیں آرہی تھی۔نوشیرواں آج کیک بیک کرکے اس کے اپارٹمنٹ چلا آیا۔وہ بستر میں گھسی ہوئی تھی،چہرہ سرخ تھا۔نوشیرواں نے ہاتھ بڑھا کر دیکھا۔ماتھا بخار کی تپش سے دہک رہا تھا۔

"میری آنکھیں کھولو۔۔۔۔"وہ گھبراکر بولا تھا۔اس کی نقاہت کی وجہ سے آنکھ ہی نہیں کھل رہی تھیں۔

نوشیرواں نے فوراًڈاکٹر کو کال کی تھی۔

"میں اتنالاپرواکیسے ہو سکتا ہوں۔۔۔"نوشیرواں نے خود کو کوسا تھا۔

"تم صرف یک طرفہ محبت میں ہی مرتے رہنا۔ تمہیں صرف اس کی پرواہ ہے جو تمہیں نہیں چاہتی۔ جو تمہارے لیے جان بھی دے سکتی ہے، اس سے تم غافل ہو ۔۔۔۔" ضمیر نے کٹہرے میں کھڑا کیا تھا۔

گرے شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس لانگ کوٹ پہنے نوشیر واں جی بھر کے شرمندہ ہوا تھا۔

"اصل میں انسانوں کی اس بستی میں وفا اور قدر دانی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔" نارسائی نے ترش لہجے میں کہا تھا۔

"تم خود اس غم کا شکار رہے ہو۔ تم نے اسکو کیوں لٹکار کھا ہے؟؟ معاملہ آر کر و یا پار۔ تم جانتے ہو محبت ترس کھا کر نہیں کی جاتی۔ یہ واحد چیز ہے جو دل سے کی جاتی ہے ۔ دل سے سمجھی جاتی ہے۔۔۔" خلوص بڑبڑایا تھا۔

نوشیر واں نے دیکھا میری کا چہرہ اب پر سکون تھا وہ دوا لینے کے بعد سو چکی تھی۔ وہ میری کی دوست کو کال کرنے لگا کہ آج رات وہ یہاں رک جائے۔ اسے تو ہر حال میں کیفے کھولنا تھا۔

میری کی بیماری نے نوشیر واں کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ اس دنیا میں واحد خون کا رشتہ اس وقت صرف میری تھی۔ اگر وہ اسے بھی کھو دے گا تو وہ کیسے جیے گا۔ یہ

سوچ اسے پریشان کیے جارہی تھی۔کافی عرصے بعد وہ ہما سے ہٹ کر کسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔وہ اب ٹھیک سوچ رہا تھا۔

ابراہیم آج رات ڈیرے پر تھا۔وہ مردانے میں بھی نہیں گیا تھا کہ پھر کہیں سے وہ اندر نہ چلا جائے۔

دل میں جیسے لاوا پھٹ رہا تھا۔نہ وہ شندانہ کو فون کر سکتا تھا اور نہ وہ ہما کو کہیں غائب کر سکتا تھا۔

وہ جہاں تک شندانہ کو جانتا تھا وہ اب اس کا فون اُٹھانے والی نہیں تھی۔

اسے ہما آج ایک "Which" لگی تھی۔جو اس کے اور شندانہ کے درمیان حائل تھی

۔

جس دن سے شادی ہوئی تھی اس کی تو گویا زندگی ہی حرام ہو گئی تھی۔جو چند پل سکون کے کالام میں گزارے تھے وہ اب خواب لگ رہے تھے۔

"وہ زندگی کے سنہری دن تھے۔وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔۔۔" دل نے فریاد کی تھی۔"کاش اس بار شہادت نصیب ہو جائے۔۔۔" اس نے صدق دل سے دعا کی

تھی۔ وہ کمرہ بند کیے سگریٹ پھونک رہا تھا۔ وہ اس کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔
وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی یہ دعا ضرور قبول ہو گی، مگر کسی اور کے حق میں۔
لوح محفوظ پر کچھ اور لکھا جا چکا تھا۔ جو انمٹ تھا، جو یقینی تھا، جو اٹل تھا۔

اگلا دن شندانہ نے خاموشی سے گزارا۔ فرحین اسے خاموش پا کر علینہ اور تحریم کے ساتھ لگی رہی تھی۔ وہ شندانہ کے "Mood swings" سے خوب واقف تھی۔ اس لیے اس نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا تھا۔
قرآن خوانی کے بعد یہ لوگ شام میں نکلے تھے۔
تحریم کی ضد تھی کہ اسلام آباد سے جایا جائے۔ یہاں ملتان سے سوات کی کوئی ٹکٹ ہی نہیں مل رہی تھی۔ تو مجبوراً یاور کو ڈرائیو کرنا پڑ رہا تھا۔ اگر وہ یہاں سے اسلام آباد کی فلائٹ پکڑتے تو پھر گاڑی کہاں چھوڑتے۔ اس بات کا فرحین اور تحریم نے فائدہ اُٹھایا تھا۔ تحریم آتے وقت ہما کو میری کے دیئے گئے گفٹس دے کر آئی تھی۔ ہما اس سرپرائز پر بہت خوش تھی۔
"گھر بلا کر بے عزت کرنا کوئی تم سے سیکھے۔۔۔" شندانہ آنکھیں موندے ابراہیم سے شکوے کر رہی تھی۔

"میں مجبور ہوں۔۔۔"یکدم سے اسکا سراپا نظروں کے سامنے لہرایا تھا۔

"جاؤ صاحب!رشتہ مجبوری کا ہو سکتا ہے۔مگر تعلق نہیں ہو سکتا۔یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی ہوں کہ تم کتنے خوش ہو۔۔۔"شندانہ نے منہ پر چادر گرا لی تھی۔وہ اب بنا آواز کے رو رہی تھی۔اور زندگی میں پہلی بار رو رہی تھی۔

ابراہیم نے یہ ٹھیک نہیں کیا تھا۔اسے جب تمام صورتحال کا اندازہ تھا تو اسے شندانہ سے اظہار نہیں کرنا چاہیے تھا۔وہ پہلے تو تکلیف میں تھا ہی وہ اب دوگنی تکلیف سہہ رہا تھا۔

"سفینہ لاج سے تحریم کیا گئی رونق بھی لے گئی۔۔۔"علینہ بولی تھی۔

"ہاں شندانہ اور فرحین نے بھی خوب رونق لگائے رکھی۔۔۔"سمین آپا بولی تھیں۔

"میں نے بہت روکا پر ظالم کو سسرال جانے کی جلدی تھی۔۔۔"علینہ بولی تھی۔

"ڈیڑھ مہینے سے شوہر کو لیے پھر رہی ہے۔اب بھی ناجاتی وہ۔۔۔"عافیہ خالہ نے کہا تھا۔

"ہاں نئے لوگ ہیں پھر خاندان بھی ایک نہیں ہے۔ آج کل کی لڑکیاں کہاں نزاکتوں کو سمجھتی ہیں۔ ان لوگوں نے تو فلمی سیٹ سجار کھے ہوتے ہیں زہن میں۔۔۔۔"

ساعقہ بولی تھیں۔

"میں نے کہا تھا اسے کہ اب تین چار ماہ سے پہلے نہیں آنا تم نے۔ ہمیں یاد آئی تو مل آئیں گے۔ سسرال میں دل لگاؤ تم۔۔۔" سمین آپا بولی تھیں۔

"یہ کس کی دھلائی ہو رہی ہے۔۔۔۔" ابراہیم نے اندر آتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تحریم کی بات کر رہے تھے۔ گھنٹہ پہلے وہ لوگ نکلے ہیں۔۔۔"علینہ نے جواب دیا تھا

۔

"اچھا مجھ سے ملے بغیر چلی گئی۔۔۔" ابراہیم کو یک دم افسوس ہوا تھا۔

"آپکو فون کیا تھا۔ نمبر ریسپانڈنگ نہیں تھا۔۔۔" ہما نے کہا تھا۔

ابراہیم فقط سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

"وہ پہلی بار آئی تھی میرے گھر۔ ایک لفظ بھی نہیں بول سکا اسے۔ الٹا ناراض کر کے بھیج دیا ہے اسے۔۔۔۔" ابراہیم کے اپنے آپ سے شکوے جاری تھے۔ اور اب اسے اپنے آپ شکوے ہی رہنے تھے۔

* *

جاری ہے۔

New Era Magazine

نوٹ

گلاب رت کے حسین چہرو کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظر ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیو ایرا میگزین)